۳۹۔ یہ اصطلاحات مقدمہ تفسیر جواہر القرآن از افادات مولانا حسن علی، مرتبہ مولانا غلام اللہ خان، نشر کردہ کتب خانہ رشیدیہ راولپنڈی ۱: ۲-۸ تک یکجا کردی گئی ہیں۔ اس مضمون میں ان اصطلاحات کے متعلق زیادہ تر استفادہ اسی سے کیا گیا ہے۔

۴۰۔ مسند ابن شیبہ، دار الوطن، الریاض، الطبعۃ الأولی، ۱۹۹۷م، حدیث سفیان بن عبداللہ ۲: ۴۰۱۔

۴۱۔ مولانا حسین علی، مقدمہ تفسیر جواہر القرآن از افادات، مرتبہ مولانا غلام اللہ خان ۱: ۲، کتب خانہ رشیدیہ، راولپنڈی۔

۴۲۔ حوالہ بالا۔

۴۳۔ مولانا حسین علی، مقدمہ تفسیر جواہر القرآن از افادات، مرتبہ مولانا غلام اللہ خان ۱: ۳، کتب خانہ رشیدیہ، راولپنڈی۔

۴۴۔ مولانا حسین علی، تفسیر جواہر القرآن، از افادات، مرتبہ مولانا غلام اللہ خان ۱: ۳۴۲، کتب خانہ رشیدیہ، راولپنڈی۔

۴۵۔ شاہ ولی اللہ، الامام احمد بن عبدالرحیم (م-۱۱۷۶)، الفوز الکبیر فی اصول التفسیر، عَرَّبَہ من الفارسیۃ: سلمان الحسینی الندوی، دار الصحوۃ، القاھرۃ، الطبعۃ الثانیۃ۔ ۱۴۰۷ھ۔ ۱۹۸۶م، الباب الأول العلوم الخمسۃ الأساسیۃ التی یشتمل علیہا القرآن، اُسلوب القرآن فی بیان آلاء اللہ ۱/۶۵، نوع من التذکیر بایام اللہ، ۱/۷۵۔

۴۶۔ سنن ابن ماجہ، تحقیق محمد فواد عبدالباقی، دار احیاء الکتب العربیۃ، عیسی البابی الحلبی، کتاب اقامۃ الصلوۃ والسنۃ فیھا، باب اقامۃ الصفوف، ۱/۳۱۸۔

۴۷۔ مقدمہ تفسیر جواہر القرآن، ص ۶۔

۴۸۔ مولانا حسین علی تفسیر جواہر القرآن، حاشیہ نمبر ۹ تفسیر سورۃ الفاتحہ ۱: ۲۱، کتب خانہ رشیدیہ، راولپنڈی۔

۴۹۔ مقدمہ تفسیر جواہر القرآن، ۱: ۸، کتب خانہ رشیدیہ، راولپنڈی۔

۵۰۔ مقدمہ تفسیر جواہر القرآن، حصہ دوم: در بیان فوائد متعلقہ معانی الفاظ قرآن، ۱/۹۔

احادیث نبویہ میں امثال کا تحقیقی جائزہ

محمد کریم خان*

محمد اکرم رانا**

حضور رحمت ﷺ نے اپنی تمام عمر اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اپنی امت کی ہدایت و رہنمائی فرماتے ہوئے گزاری اور جب اس دنیا سے وصال فرمایا تو بھی ہمارے لیے ہدایت و رہنمائی کے دو سرچشمے چھوڑ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے، گمراہ نہ ہو گے اور وہ دو چیزیں ہیں اللہ کی کتاب یعنی قرآن اور سنت رسول یعنی حدیث''۔(۱)

قرآن اور حدیث دو ایسے مجموعے ہیں جن سے مسلمانوں کو اپنی معاشی، سیاسی اور مذہبی زندگی غرضیکہ زندگی کے ہر پہلو کے متعلق ہر طرح کی معلومات ملتی ہیں۔ قرآن اور حدیث کئی طریقوں سے ہمیں ہدایات اور رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ جن میں سے ایک طریقہ ہدایت کے بات بذریعہ مثالیں ہمارے ذہن نشین کرانا بھی ہے۔ چنانچہ قرآن اور حدیث دونوں میں توحید، رسالت، عقائد، عبادات، اصلاحات، اخلاقیات اور دیگر موضوعات کے بارے میں مثالیں بیان ہوئی ہیں تاکہ یہ ہمارے لیے ہدایت کا باعث بنیں اور ہم ان سے عبرت حاصل کریں اور یہ طریقہ یعنی مثالوں کے ذریعے سے کوئی بات لوگوں کو سمجھانا، ایسا طریقہ ہے جسے ہر زمانے، ہر علاقے اور ہر زبان کے عقلاء اور فلاسفہ استعمال کرتے چلے آئے ہیں، چنانچہ آپ کو کوئی زبان ایسی نہ ملے گی جس میں مثالیں نہ ہوں۔

چنانچہ اسی رواج کو پیش نظر رکھتے ہوئے قرآن و حدیث میں بھی مثالیں بیان ہوئی ہیں۔ جن کا مقصود صرف مثالیں بیان کر دینا ہی نہیں ہے بلکہ ان مثالوں کے ذریعے درس عبرت دینا ہے اور لوگوں کو پند و نصائح کرنا ہے۔ اب حدیث اور مثال کا مفہوم و مقصد بیان کیا جاتا ہے۔

حدیث کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ و مفہوم:

لغوی معنیٰ:

یہ عربی زبان کا لفظ ہے اور مؤنث کے طور پر استعمال ہوتا ہے یہ لفظ قدیم کی ضد ہے اور واحد کا صیغہ ہے، اس کی جمع کیلئے حداث، حدثاء، احادیث، حدثان، کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ یہ لفظ درج ذیل معانی کیلئے استعمال ہوتا ہے:

---

* پی ایچ ڈی (سکالر)، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان، پاکستان۔

** چیئرمین شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان، پاکستان۔

بات، نئی چیز، بیان، ذکر، قصہ، کہانی، تاریخ، خبر، جدید، نیا، داستان، افسانہ۔(۲)

اصطلاحی معنیٰ:

اصطلاح شرع میں لفظ حدیث نبی کریم ﷺ کے قول، فعل یا تقریر کو کہتے ہیں اور اثر صحابی کے قول، فعل یا تقریر کو، اسی طرح تابعی کے قول، فعل یا تقریر کو بھی حدیث کہتے ہیں، اور کبھی اثر کو حدیث اور حدیث کو اثر بھی کہتے ہیں۔(۳)

علم الحدیث:

i۔ ایسا علم جو رسول اللہ ﷺ کے اقوال وافعال اور حالات بتانے والا ہو اور اسی طرح صحابی یا تابعی کے اقوال وافعال اور حالات بتانے والے علم کو بھی علم الحدیث کہتے ہیں۔

ii۔ جس کی نسبت اور اضافت نبی کریم ﷺ کی طرف ہو خواہ قول ہو یا فعل، سکوت وتقریر ہو یا صفت وخوبی، وہ حدیث ہے اور اس کا جاننا علم الحدیث کہلاتا ہے۔(۴)

مثل کا لغوی واصطلاحی معنیٰ ومفہوم:

لغوی معنیٰ:

یہ عربی زبان کا لفظ ہے اور اس کی جمع امثال ہے یہ لفظ درج ذیل مختلف معانی کیلئے استعمال ہوتا ہے:

مانند، نظیر، کہاوت، افسانہ، مشہور قول، تشبیہ، عبرت، روایت، معیار، نمونہ، صفت، بات، دلیل، مقدار، ہم صورت، ہم شکل، کہانی، داستان، یکساں، ویسا ہی، موافق، جیسا، تصویر، صورت، حکایت۔(۵)

اصطلاحی معنیٰ:

اصطلاحی طور پر لفظ مثل اور امثال مختلف مفاہیم کیلئے استعمال ہوتے ہیں۔

۱۔ کسی غیر واضح اور غیر محسوس چیز کو واضح اور محسوس شئے کے ساتھ تشبیہ دینا۔

۲۔ نگاہوں سے اوجھل چیز کا موجود شئے کے ذریعے استعارہ کے ساتھ مشاہدہ کروانا۔

۳۔ سانچہ یا نمونہ یا ناپ جس کے ذریعے کوئی چیز بنائی جائے۔

۴۔ کوئی حقیقی یا فرضی واقعہ جو عبرت ونصیحت کے طور پر بیان کیا جائے۔

۵۔ کوئی مشہور قول یا بات جس سے کوئی عبرت یا نصیحت حاصل کی جائے۔(۶)

مثال کا مقصد:

مثال بیان کرنے کی غرض یہ ہوتی ہے کہ کسی غیر واضح اور غیر محسوس حقیقت کو مخاطب کے فہم سے قریب تر لانے کے

لیے کسی ایسی چیز سے تشبیہ دی جائے جو واضح اور محسوس ہو، دوسرے الفاظ میں یوں سمجھنا چاہیے کہ جو چیز عام نگاہوں سے اوجھل ہو جاتی ہے مثال کے ذریعہ سے گویا اس کا مشاہدہ کروایا جاتا ہے قرآن حکیم اور احادیث مبارکہ میں یہ طرز بیان بڑی کثرت کے ساتھ اختیار کیا گیا ہے کیونکہ جن

حقائق سے یہ دونوں آگاہ کرنا چاہتے ہیں وہ زیادہ تر غیر مرئی و غیر محسوس ہیں۔ اس لیے تمثیلات کا مضمون بڑی اہمیت رکھتا ہے اور اس میں تدبر کرنا قرآن وحدیث کو سمجھنے کے لیے نہایت ضروری ہے قرآن مجید میں ہے۔

﴿وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ﴾ (۷)

''اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ غور وفکر کریں۔''

قرآن مجید نے بہت ساری باتیں ہمیں مثالوں کے ذریعے سمجھائی ہیں۔ جس طرح کہ قرآن مجید میں مومن کی مثال بیان فرماتا ہے:

﴿ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا وَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ﴾(۸)

''اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ بات کی مثال پاکیزہ درخت کے جیسی بیان فرمائی، جس کی جڑ قائم ہو اور شاخیں آسمان میں ہیں اور وہ اپنے رب کے حکم سے ہر وقت پھل دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ غور وفکر کے لیے مثالیں بیان فرماتا ہے۔''

اسی طرح کتب احادیث میں بے شمار باتیں مثالیں دے کر سمجھائی گئی ہیں۔ اس لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ احادیث مبارکہ میں جو باتیں مثالیں دے کر سمجھائی گئی ہیں ان کو عام کیا جائے اور لوگوں تک پہنچایا جائے اور ان سے حاصل ہونے والی عبرتیں، نصیحتیں اور مسائل کو بیان کیا جائے تاکہ لوگ ان سے استفادہ کر سکیں۔

اب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ امثال الحدیث کی ضرورت کیا ہے۔

امثال الحدیث کی ضرورت واہمیت:

انسان کی یہ فطرت ہے کہ وہ لہو ولعب سے خوش رہتا ہے لیکن جب اسے کوئی نیکی، اصلاح اور عبرت کی بات کی جائے تو اس کی طبع نازک پر گراں گزرتی ہے۔ آپ سارا دن بیٹھے گپیں ہانکتے رہیں، جھوٹے قصے اور کہانیاں لوگوں کو سناتے رہیں کوئی آپ پر اعتراض نہیں کرے گا۔ لیکن اگر آپ لوگوں کی اصلاح کی بات کریں، کوئی نیکی اور عبرت کی بات کریں تو لوگ فوراً اکتاتے ہوئے محسوس ہوں گے۔

چنانچہ لوگوں کی اس فطرت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے جب اپنی آخری کتاب قرآن مجید نازل فرمائی تو اس میں

لوگوں کی توجہ کیلئے مثالیں دے کر بات سمجھانے کا اسلوب اپنایا تا کہ لوگ انہیں شوق سے پڑھیں، غور سے سنیں اور غیر شعوری طور پر ان سے عبرت ونصیحت حاصل کریں۔ قرآن مجید سے تین مثالیں:

جیسا کہ قرآن مجید نے ایمان نہ لانے والوں کی مثال بیان فرمائی۔

﴿ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِیْ اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِیْ ظُلُمٰتٍ لَّا یُبْصِرُوْنَ ۝ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ﴾(۹)

''ان کی مثال (جو ایمان نہیں لائے) اس شخص کی طرح ہے جس نے آگ جلائی تو جب اس سے آس پاس روشن ہو گیا تو اللہ ان کی روشنی لے گیا اور انہیں اندھیروں میں چھوڑ دیا اور انہیں کچھ سمجھ نہیں آتا۔ وہ بہرے گونگے ہیں اور لوٹنے والے نہیں ہیں۔''

کفار کی مثال قرآن مجید نے بیان فرمائی:

﴿مَثَلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِیْ یَنْعِقُ بِمَا لَا یَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ط صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ﴾ (۱۰)

''کفار کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو ایسے شخص کو پکارے کہ جو چیخ و پکار کے علاوہ کچھ اور نہ سنے، وہ (کفار) بہرے گونگے اندھے اور بے عقل ہیں۔''

اسی طرح قرآن مجید میں اہل ایمان جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال بیان ہوئی۔

﴿مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ط وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ﴾ (۱۱)

''ان لوگوں کی مثال جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں، اس دانہ کی طرح ہے جس نے سات بالیاں اگائیں اور ہر بالی میں سو دانے ہیں اور اللہ تعالیٰ جس کیلئے چاہے اس سے بھی زیادہ بڑھائے اور اللہ تعالیٰ وسعت والا علم والا ہے۔''

قرآن کریم کی اتباع میں حضور اکرم ﷺ نے بھی لوگوں کی رہنمائی کیلئے مثالوں سے اپنے کلام کو مزین کیا۔ جیسا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مؤمن اور کافر کی مثال بیان فرمائی:

۱۔ مثل المؤمن كمثل الخامة من الزرع تفيئها الريح تصرعها مرة وتعدلها اخرى حتى تهيج ومثل الكافر الارزة المجذبة على اصلها لا يفيئها شئى حتى يكون انجعافها مرة واحدة(۱۲)

''مؤمن کی مثال کھیتی کے سرکنڈے کی طرح ہے ہوا اُسے جھونکے دیتی ہے، ایک مرتبہ اسے گرا دیتی ہے، ایک

مرتبہ اسے سیدھا کر دیتی ہے، یہاں تک کہ خشک ہو جاتا ہے اور کافر کی مثال صنوبر کے اس درخت کی ہے جو اپنے تنے پر کھڑا رہتا ہے، اسے کوئی بھی ہوا نہیں گراتی یہاں تک کہ ایک ہی دفعہ جڑ سے اکھڑ جاتا ہے۔''

اسی طرح حضور اکرم ﷺ نے منافق کی مثال بیان فرمائی:

مثل المنافق کمثل الشاة العائرة بین الغنمین تعیر الی هذه مرة والی هذه مرة. (۱۳)

''منافق کی مثال اس بکری کی طرح ہے جو دو ریوڑوں کے درمیان ماری ماری پھرتی ہے۔ کبھی اس ریوڑ میں چرتی ہے اور کبھی اس ریوڑ میں۔''

چنانچہ ان مثالوں میں ہمارے لیے بے شمار عبر و نصائح موجود ہیں۔ ان مثالوں کی روشنی میں ہم اپنا حال بہتر بنا سکتے ہیں اور اپنے مستقبل کیلئے ایک روشن لائحہ عمل تیار کر سکتے ہیں۔ چنانچہ امثال القرآن کی طرح امثال الحدیث بھی ہمارے لیے نہایت ہی اہمیت کی حامل ہیں۔

اب ان مثالوں کے متعلق دو باتیں غور طلب ہیں کیونکہ مثالیں تو قرآن نے بھی بیان کی ہیں اور حدیث نے بھی۔ تو پہلی غور طلب بات یہ ہے کہ آیا امثال القرآن اور امثال الحدیث کا آپس میں کوئی ربط و تعلق بھی ہے یا کہ نہیں؟ اور دوسری غور طلب بات یہ ہے کہ حدیث میں مثال بیان کرنے کی وجہ کیا ہے؟ لہٰذا اب ہم انہی دو باتوں کا جائزہ لیتے ہیں۔

امثال القرآن اور امثال الحدیث کا باہمی ربط و تعلق:

امثال القرآن اور امثال الحدیث کا کئی لحاظ سے آپس میں ربط و تعلق ہے، ذیل میں ہم باہمی ربط و تعلق کے چند نکات کے حوالے سے جائزہ لیتے ہیں۔

۱۔ دونوں بذریعہ وحی:

امثال القرآن اور امثال الحدیث دونوں کا ہم تک پہنچنے کا ذریعہ ایک ہی ہے اور وہ ذریعہ وحی ہے۔ قرآن کی امثال بھی وحی کے ذریعے ہم تک پہنچی ہیں اور حدیث کی مثالیں بھی بذریعہ وحی ہم تک پہنچی ہیں صرف فرق اتنا ہے کہ قرآن کی مثالیں وحی متلو ہیں اور حدیث کی امثال وحی غیر متلو ہیں (۱۴)۔ ورنہ امثال القرآن کی وحی بھیجنے والا بھی وہی خالق و مالک ہے اور امثال الحدیث کی وحی بھیجنے والا بھی وہی اللہ تعالیٰ ہے۔

حدیث کے وحی الٰہی ہونے اور محفوظ ہونے کے دلائل:

جس طرح قرآن مجید وحی الٰہی ہے اسی طرح حدیث مبارکہ بھی وحی الٰہی ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾(۱۵)

''وہ یعنی نبی کریم ﷺ اپنی مرضی سے نہیں بولتے بلکہ جو ان کی طرف وحی کی جاتی ہے۔ (وہ وہی کلام فرماتے ہیں)''

اس آیت مبارکہ میں نبی کریم ﷺ کی زبان سے نکلنے والے الفاظ کو وحی کہا گیا ہے اور اس سے قرآن کی طرح حدیث مبارکہ بھی مراد ہے۔(۱۶)

علامہ ابن حزم ظاہری اپنی کتاب الاحکام فی اصول الاحکام میں قرآن پاک کی اس آیت مبارکہ کو ذکر کرتے ہیں:

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهُ لَحَافِظُوْنَ﴾ (۱۷)

اس آیت مبارکہ سے آپ ثابت کرتے ہیں کہ حدیث رسول بھی وحی ہے اور ذکر سے مراد حدیث بھی ہے اور حدیث بھی محفوظ ہے۔ علامہ ابن حزم لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے متنبہ کیا اور فرمایا کہ!

''اس کے نبی کا کلام سب کا سب وحی ہے اور وحی بالاتفاق ذکر ہے اور ذکر محفوظ ہے۔ اس لیے یہ بات درست ہے کہ حضرت محمد ﷺ کا کلام تمام کا تمام محفوظ ہے اور اس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لیا ہے۔ اور اس نے ضمانت دی ہے کہ اس کا کوئی حصہ ضائع نہیں ہوگا۔ اس لیے جس چیز کی اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے وہ یقیناً محفوظ رہے گی۔ پس کلام نبوی ﷺ ہم تک سب کا سب منقول ہو چکا ہے اور اس بناء پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہم پر ہمیشہ کیلئے قائم ہو چکی ہے۔'' (۱۸)

۲۔ دونوں ایک ہی شخصیت کے ذریعے ہم تک پہنچے ہیں:

جس طرح امثال القرآن کی وحی اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ پر کی اور حضور ﷺ کے ذریعے یہ مثالیں ہمارے کانوں تک پہنچیں، بالکل اسی طرح امثال الحدیث کی وحی بھی اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ پر کی۔ اور حضور اکرم ﷺ کے ذریعے یہ مثالیں ہماری راہنمائی کا باعث بنیں۔ چنانچہ اس سے بڑھ کر اور کیا ربط اور تعلق ہوگا کہ دونوں طرح کی امثال کی وحی اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ پر نازل کی اور آپ ﷺ کے ذریعے ہم آج ان سے عبرت اور راہنمائی حاصل کر رہے ہیں۔

دلیل:

قرآن اور حدیث دونوں ایک ہی شخصیت کے ذریعے ہم تک پہنچے ہیں۔ اس کی دلیل یہ حدیث مبارکہ ہے:

"عن ابی سعید الخدری ان رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم قال تکتبوا عنی ومن کتب عنی غیر القرآن فلیمحه وحدثوا عنی ولا حرج ومن کذب علی قال همام احسبه قال متعمدا فلیتبوا مقعده من النار " (۱۹)

مفہوم:

اس حدیث مبارکہ میں حضور ﷺ فرمارہے ہیں کہ مجھ پر تو قرآن بھی نازل ہوتا ہے اور حدیث بھی۔ میں تو تمہیں

قرآن بھی بیان کرتا ہوں اور حدیث بھی۔ مگر اے میرے صحابہ اس وقت جبکہ قرآن نازل ہو رہا ہے مجھ سے سوائے قرآن کے کوئی چیز نہ لکھو تا کہ قرآن اور حدیث کا آپس میں التباس نہ ہو۔ اور جس کسی نے قرآن کے علاوہ مجھ سے کوئی چیز سیکھی وہ اسے مٹا دے۔ اس فرمان کے ساتھ ہی ارشاد فرماتے ہیں کہ ہاں مجھ سے زبانی روایت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مجھ سے زبانی روایت کرو اور جس کسی نے میری طرف سے کوئی جھوٹی بات منسوب کی اس نے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالیا۔

مولانا محمد ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں:

''اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت صرف قرآن کریم لکھنے کا اہتمام کرو۔۔۔ اس وقت فقط قرآن کریم کی کتابت کا اہتمام ضروری ہے۔ اس لیے حضور ﷺ نے خاص اہتمام تو کتابت قرآن کا فرمایا، کاتبین وحی مقرر فرمائے البتہ جن لوگوں نے از خود حدیث نبوی ﷺ کی کتابت کی اجازت چاہی ان کو اجازت دے دی اور بوقت ضرورت خود بھی خاص خاص احکام اور خاص خاص خطبوں کے لکھنے کا حکم دیا تا کہ معلوم ہو جائے کہ کتابت حدیث میں ذرہ برابر کوئی حرج نہیں بلکہ یہ امر مستحسن ہے۔''(۲۰)

مولانا کاندھلوی کی اس عبارت میں دو مقامات پر ''اس وقت کے'' الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ یہ ممانعت کتابت بھی ایک خاص وقت کیلئے تھی۔ اور پھر حدیث کی روایت کی ممانعت تو اس وقت بھی نہ تھی۔ مولانا کاندھلوی کا یہ فقرہ کہ ''اس وقت فقط قرآن کریم کی کتابت کا اہتمام ضروری ہے'' بتا رہا ہے کہ اس خاص وقت میں بھی صرف اور صرف قرآن اور حدیث کے آپس میں خلط ملط ہونے کی وجہ سے ممانعت تھی اس کے علاوہ کوئی اور وجہ نہ تھی۔

چنانچہ معلوم ہوا کہ پورا کا پورا قرآن جس میں امثال القرآن بھی شامل ہیں حضور ﷺ کے ذریعے ہم تک پہنچا اور پوری کی پوری حدیث جس میں امثال الحدیث بھی شامل ہیں، حضور ﷺ کے ذریعے ہم تک پہنچی ہیں اور ان دونوں کو ہم تک پہنچانے والی شخصیت صرف اور صرف ایک حضور ﷺ ہی ہیں۔

۳۔ امثال القرآن کی امثال الحدیث سے وضاحت:

قرآن مجید ایک جامع کتاب ہے۔ اس میں ہمارے لئے پوری زندگی کیلئے رہنما اصول موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب میں مضامین تفصیل سے بیان کیے ہیں اور بعض اختصار کے ساتھ۔ پھر ان مضامین کی جملہ تفاصیل حضور اکرم ﷺ نے احادیث مبارکہ میں بیان فرمائیں۔ اسی طرح قرآن مجید نے بعض امثال کو اختصار کے ساتھ بیان کیا اور ان امثال کی تفصیل آپ ﷺ نے بیان فرمائیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

﴿اَلَمْ تَرَ کَیْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا کَلِمَةً طَیِّبَةً کَشَجَرَةٍ طَیِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِی السَّمَآءِ﴾(۲۱)

''اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ بات کی کیسی مثال بیان فرمائی جیسے پاکیزہ درخت کی جس کی جڑ قائم ہے اور شاخیں

آسمان میں ہیں۔"

اس مثال کی مزید تشریح نبی کریم ﷺ نے کھجور کے درخت کی مثال سے بیان فرمائی جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے۔

"عن عبداللہ بن عمر یقول : قال رسو ل اللہ ﷺ :"اخبرونی بشجرة کالرجل المسلم تؤتی اکلھا کل حین باذن ربھا،لا یتحاث ورقھا؟ ثم قال : ھی النخلة"(۲۲)

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے ایسے درخت کی خبر دو جو مسلمان مرد کی مثل ہوتا ہے اور وہ اپنے رب کے حکم سے ہر وقت پھل دیتا ہے اور اس کے پتے نہیں جھڑتے پھر فرمایا: وہ کھجور کا درخت ہے۔"

لہٰذا ہمیں قرآن مجید کے سمجھنے کیلئے بھی امثال الحدیث کی ضرورت ہے۔

۴۔ مقصدیت کے لحاظ سے آپس میں ربط و تعلق:

کسی چیز کی اچھائی یا برائی کا تعلق اس کے مقصد تخلیق سے ہے۔اچھا مقصد اچھائی اور برا مقصد برائی پر دلالت کرتا ہے۔جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے:

"انما الاعمال بالنیات و انمالأمری مانوی فمن کانت ھجرتہ الی دنیا یصیبھا او الی امرأتہ ینکحھا فھجرتہ الی ماھاجر الیہ .(۲۳) وفی حدیث اخر فمن کانت ھجرتہ الی اللہ ورسولہ فھجرتہ الی اللہ ورسولہ" (۲۴)

"بے شک عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ ہر کسی کیلئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی۔جس نے دنیا کی نیت کی اسے وہی ملے گی یا جس نے عورت کیلئے ہجرت کی وہ اس سے نکاح کرے گا۔پس ہر کسی کیلئے وہی ہے جس کیلئے اس نے ہجرت کی۔پس جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کیلئے ہجرت کی تو اس سے اللہ اور اس کا رسول راضی ہوگا۔"

اس حدیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہے کہ جس مقصد کیلئے کوئی کام کیا جائے اس کا صلہ ویسے ہی ہوگا۔

من بنی مسجداللہ بنی اللہ لہ بیتا فی الجنة . (۲۵)

"جس کسی نے اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے مسجد بنائی تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں گھر بنائے گا۔"

لیکن اگر ہم تاریخ کی ورق گردانی کریں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ ایک مسجد ایسی بھی ہے کہ جو کچھ لوگوں نے بنائی وہ بظاہر اس میں نمازیں بھی پڑھتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کیلئے جنت میں گھر بنانا تو کجا، الٹا اس مسجد کو ہی گرانے کا حکم دیا اور خود حضور ﷺ نے اس کے گرانے کیلئے آدمی روانہ کیے۔(۲۶)

اس مسجد کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّ كُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ﴾ (۲۷)

''اور وہ جنہوں نے مسجد نقصان پہنچانے، کفر کیلئے اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کیلئے بنائی اور اس کے انتظار میں جو پہلے سے اللہ اور اس کے رسول کا مخالف ہے اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے تو بھلائی چاہی اور اللہ گواہ ہے کہ بے شک وہ جھوٹے۔''

امثال القرآن اور امثال الحدیث کا مقصد ایک ہے مقصدیت کے لحاظ سے ان میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں ہے جو مقصد امثال القرآن بیان کرنے کا ہے بالکل وہی مقصد امثال الحدیث کے ذکر کرنے کا ہے۔ ان دونوں کا مقصد لوگوں کو غور وفکر کی دعوت دینا اور عبرت ونصیحت دلانا ہے، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ﴾ (۲۸)

''یہ امثال ہم لوگوں کیلئے اس لیے بیان فرماتے ہیں تاکہ وہ غور وفکر کریں۔''

لہٰذا یہ واضح ہوا کہ امثال القرآن اور امثال الحدیث دونوں کا مقصد لوگوں کو درس عبرت ونصیحت دینا ہے چنانچہ یہ مقصد واحد اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ امثال القرآن اور امثال الحدیث کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے اور اس سے گہرا تعلق کیا ہوسکتا ہے کہ دونوں ایک ہی مقصد کے تحت بیان کیے گئے ہیں۔ دونوں لوگوں کی اصلاح اور پاکیزگی چاہتے ہیں اور انہیں خدا کے احکام کی پیروی کا پابند بنانا چاہتے ہیں دونوں کا مقصد برائی کا خاتمہ اور نیکی کی ترویج ہے دونوں میں عبرت اور نصیحت کے بے بہا خزانے موجود ہیں۔ اب یہ ہم پر ہے کہ ہم کس حد تک عبرت ونصیحت حاصل کرتے ہیں۔

اب احادیث مبارکہ سے کچھ مثالیں ذکر کی جاتی ہے، جن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک ایک مثال میں ہمارے لیے کتنی عبرتیں، نصیحتیں اور مسائل کلامی وفقہی بیان فرمائے ہیں:

(۱) عن ابی موسی عن النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قال:

''ان مثل ما بعثنی اللہ بہ عز و جل من الھدیٰ والعلم کمثل غیث اصاب ارضا فکانت منھا طائفۃ طیبۃ قبلت المآء فانبت الکلأ والعشب الکثیر و کان منھا اجادب امسکت المآء فنفع اللہ بھا الناس فشربوا منھا وسقوا ورعوا واصاب طائفۃ منھا اخریٰ انما ھی قیعان لا تمسک ماء ولا تنبت کلأ فذلک مثل من فقہ فیدین اللہ و نفعہ بما بعثنی اللہ بہ فعلم وعلم و مثل من لم یرفع بذلک رأسا ولم یقبل ھدی اللہ الذی ارسلت بہ''(۲۹)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس ہدایت اور علم کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا، اس کی مثال زوردار بارش جیسی ہے، جو عمدہ زمین پر برسی تو وہ اسے قبول کر کے گھاس اور خوب سبزہ اُگاتی ہے جب کہ زمین کا بعض حصہ سخت ہوتا ہے جو پانی کو روک لیتا ہے تو لوگ اس سے فائدہ حاصل کرتے ہیں کہ پیتے ہیں، پلاتے ہیں اور کھیتوں کو سیراب

کرتے ہیں ۔ جب کہ کچھ بارش دوسرے حصے پر برسی جو چٹیل میدان ہے ۔ نہ پانی کو روکے اور نہ سبزہ اُگائے ۔ پس یہی مثال اس کی ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے دین کو سمجھا اور نفع حاصل کیا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے یعنی اسے سیکھا اور سکھایا ہے ۔"

جب کہ وہ دوسرے کی مثال جس نے سر اٹھا کر اس کی طرف نہ دیکھا اور اللہ کی اس ہدایت کو قبول نہ کیا جس کے ساتھ مجھے بھیجا ہے ۔

مسائل ونصائح:

☆ دین اسلام کا مقصد لوگوں کی ہدایت ورہنمائی ہے ۔ ☆ انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کا مقصد لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا ہے ۔ ☆ علم خود مقصود نہیں بلکہ ہدایت کا ذریعہ ہے ۔ (۳۰) ☆ علم دین کو سمجھنا اور اس پر عمل پیرا ہونا ہی نجات کی راہ ہے ۔ ☆ علم دین سے منہ موڑنا گمراہی ہے ۔ ☆ نبی کریم ﷺ جو دین لے کر آئے ہیں، ہدایت ونجات کا واحد ذریعہ یہی ہے ۔ ☆ آپ ﷺ کے مبعوث ہونے کے بعد دین اسلام کے علاوہ باقی ادیان میں انسانیت کی نجات نہیں ہے ۔ ☆ علم دین کو سیکھنا اور سکھلانا بہت بڑی نیکی ہے ۔ ☆ علم کے ساتھ عمل بھی ضروری ہے اور عمل کیلئے علم ضروری ہے ۔ (۳۱) ☆ علم دین خود سیکھ کر دوسرے تک پہنچانا دینی فریضہ ہے اور دین پھیلانے کے جو ذرائع ہیں انہیں استعمال میں لانا بھی دینی فریضہ ہے ۔ اس وقت جو زبانیں مروج ہیں جیسے انگریزی، فرانسیسی، جاپانی وغیرہ ان کو سیکھنا اور پھر ان لوگوں تک دین کی تبلیغ پہنچانا مسلمانوں کا مذہبی ودینی فریضہ ہے ۔ (۳۲)

☆ تبلیغ دین کیلئے عالم ہونا لازم ہے ۔ (۳۳)

(۲) عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم:

"مثل البخيل والمتصدق مثل رجلين عليهما جبّتان من حديد اذاهم المتصدق بصدقة اتسعت عليه حتى تعفى اثره اذاهم البخيل بصدقة تقلصت عليه وانضمت يداه الى تراقيه وانقبضت كل حلقة الى صاحبتها" (۳۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"بخیل اور صدقہ کرنے والے کی مثال ان دو آدمیوں جیسی ہے جن پر دو زرہیں لوہے کی ہوں ۔ جب صدقہ دینے والا صدقہ دینے کا ارادہ کرے تو وہ اس پر کشادہ ہو جائے یہاں تک کہ اس کے قدموں کے نشانات کو مٹا دے ۔ اور جب بخیل صدقہ کرنے کا ارادہ کرے تو وہ اس پر تنگ ہو جائے اور اس کے ہاتھ اس کے گلے میں پھنس جائیں اور ہر حلقہ دوسرے حلقہ میں گھس جائے ۔"

مسائل ونصائح:

☆ صدقہ کرنا باعث کشادگی ہے۔☆ بخل کرنا باعث تنگی ہے۔☆ مخلوقِ خدا کو فائدہ پہنچانا باعث نجات ہے۔(۳۵)

☆ طاقت ہونے کے باوجود فائدہ نہ دینا، باعثِ ہلاکت ہے۔☆ اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں سخی کی پردہ پوشی فرمائے گا اور اس کے گناہ معاف فرمادے گا۔(۳۶) ☆ سخی سے برائیاں اور گناہ اللہ کی رحمت سے دور ہو جاتے ہیں۔

☆ بخیل سے گناہ چمٹے رہتے ہیں۔(۳۷) ☆ سخی آدمی کو سخاوت، مصیبتوں اور آفات سے بچاتی ہے۔(۳۸)

☆ بخیل کنجوسی کی وجہ سے آفات وبلیات میں گھرا رہتا ہے۔(۳۹) ☆ سخی کا سینہ کشادہ، دل خوش اور ہاتھ دل کی اطاعت کرتا ہے۔(۴۹) ☆ بخیل کا دل تنگ اور کڑھتا رہتا ہے۔

(۳) **حدثنا مسلم بن ابراھیم حدثنا ابان عن قتادة عن انس قال قال رسول اللهﷺ:**

"مثل جلیس الصالح کمثل صاحب المسک ان لم یصبک منه شئ اصابک من ریحه ومثل جلیس السوء کمثل صاحب الکیر ان لم یصبک من سواده اصابک من دخانه"(۴۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

''نیک ہم نشین کی مثال خوشبو والے کی طرح ہے۔اگر تو اس سے کچھ نہ بھی خریدے تو عمدہ خوشبو کو اس سے پا ہی لے گا اور بُرے ہم نشین کی مثال بھٹی دھونکانے والے کی طرح ہے اگر تو اس کی سیاہی سے بچ بھی جائے تو اس کا دھواں تجھے ضرور پہنچے گا۔''

مسائل ونصائح:

☆ نیک آدمی کی صحبت آدمی کو نیک بنادیتی ہے۔☆ بُرے آدمی کی صحبت سے برائیاں پیدا ہوتی ہیں۔

☆ مشک پاک اور طیب چیز ہے۔(۴۲) ☆ آدمی کی پہچان اس کے دوستوں سے ہوتی ہے اگر دوست اچھے ہوں تو خود بھی اچھا ہوگا اور اگر وہ بُرے ہوں گے تو خود بھی بُرا ہوگا(۴۳) ☆ نیک آدمیوں کی صحبت اختیار کرنی چاہیے۔(۴۴)

☆ بُرے آدمیوں کی دوستی اور بیٹھک سے اجتناب کرنا چاہیے۔(۴۵) ☆ بُری مجلس سے بچنے سے آدمی کا دین اور دنیا محفوظ ہوتی ہے۔(۴۶) ☆ اچھی مجلس میں بیٹھنے سے بندہ کو دینی اور دنیاوی فائدے حاصل ہوتے ہیں۔(۴۷)

حواشی وحوالہ جات

۱۔ مالک، ابن انس، امام، المؤطا، کتاب القدر، دار الفجر للتراث، القاھرہ، ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء، رقم ۳ ص ۵۹۸

۲۔ i۔یسوعی، لوئیس معلوف، المنجد، مطبوعہ دار المشرق بیروت، لبنان، حاء، ص ۱۹۳

ii۔فیروز الدین، فیروز اللغات جامع نیا ایڈیشن، مطبوعہ فیروز سنز لاہور، ۱۹۶۷ء، حاء، ص ۵۶۴

iii۔سرھندی، وارث، علمی اردو لغات جامع علمی کتاب خانہ لاہور، حاء، ص ۶۴۳

iv۔کریم الدین، کریم اللغات مع اضافہ عظیم اللغات، مطبوعہ مقبول اکیڈمی لاہور، ۱۹۸۸ء، حاء، ص ۸۱

v۔بلیاری، عبد الحفیظ، ابو الفضل، مصباح اللغات، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ۱۹۸۲ء، حاء، ص ۴۱

vi۔پرویز، غلام احمد، لغات القرآن، مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور، ۱۹۶۰ء، حاء، ج ۲ ص ۴۷۸

vii۔قاضی، زین العابدین، قاموس القرآن، مطبوعہ دار الاشاعت کراچی، ۱۹۷۸ء، حاء، ص ۲۰۵

viii۔وحید الزمان، لغات الحدیث، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، حا، ص ۳۱

ix۔قاسمی، وحید الزمان، القاموس الوحید، ادارہ اسلامیات لاہور، کراچی، ط ۱، ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ء، حاء، ص ۳۱۷

x۔غیاث الدین، محمد، غیاث اللغات، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، حاء، ص ۱۶۹

xi۔احمد رضا، معجم متن اللغۃ، مطبوعہ دار مکتبۃ الحیاۃ بیروت، لبنان، ۱۹۵۸ء، ج ۲ ص ۴۰

۳۔ i۔امین، محمد ترقی، المعجم الوسیط، مطبوعہ اشرف علی الطبع حسن علی عطیہ دار الفکر بیروت، لبنان، حاء، ج ۱ ص ۳۱

ii۔ابن منظور، محمد بن مکرم، ابو الفضل جمال الدین، لسان العرب، مطبوعہ دار صادر بیروت، لبنان، ث، ج ۲ ص ۳۱

iii۔لغات الحدیث، حاء، ص ۳۱ iv۔قاموس القرآن، حاء، ص ۲۰۵ v۔لغات القرآن، حاء، ج ۲ ص ۴۷۸

vi۔مصباح اللغات، حاء، ص ۴۱ vii۔المنجد، حاء، ص ۱۹۳ viii۔القاموس الوحید، حاء، ص ۳۱۷

ix۔غیاث اللغات، حاء، ص ۱۶۹

۴۔ i۔لغات الحدیث، حاء، ص ۳۱

ii۔عثمانی، شبیر احمد، فتح الملہم، مطبوعہ مکتبۃ دار العلوم کراچی، کراچی، ۱۴۲۴ھ، ج ۱، ص ۲

iii۔الطحان، محمود، الدکتور، تیسیر مصطلح الحدیث، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ص ۱۹

iv۔سعیدی، غلام رسول، تذکرۃ المحدثین، ط ۲، مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور، ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء، ص ۳۴

v۔عینی، محمود، ابو محمد بدر الدین، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، مطبوعہ دار الحدیث ملتان، معلوم ندارد، ج ۱، ص ۸

vi۔رضوی، محمود احمد، فیوض الباری شرح صحیح البخاری، مطبوعہ مکتبہ رضوان لاہور، معلوم ندارد۔، ج ۱، ص ۳۵

۵۔ i۔لسان العرب، ل، ج ۱۱ ص ۶۱۰

ii۔زبیدی، محمد مرتضٰی، ابو فیض، تاج العروس من جواھر القاموس، مطبوعہ دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع بیروت، لبنان، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء، ل، ج ۱۵ ص ۶۸۰ iii۔اصفہانی، حسین، ابو القاسم راغب، المفردات فی غریب القرآن، مطبوعہ دار الفکر بیروت، لبنان، م، ص ۴۶۲

iv۔ جوھری، اسماعیل بن حماد، الصحاح تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ، مطبوعہ دار العلم للملایین بیروت، لبنان، ط۲، ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء، ل، ج ۵ ص۱۸۱۶
v۔ المنجد، م، ص۶۴۷
vi۔ القاموس الوحید، م، ص۱۵۲۳
vii۔ فیروز اللغات، الف، ص۱۲۱
viii۔ ایضاً، م، ص۱۲۰۳
ix۔ غیاث اللغات، م، ص۴۵۲

۶۔ i۔ المفردات فی غریب القرآن، م، ص۴۶۳ ii۔ الصحاح، ل، ج۵ ص۱۸۱۶ iii۔ المنجد، م، ص۷۴۷
iv۔ تاج العروس، ل، ج۱۵، ۶۸۱ v۔ القاموس الوحید، م، ص۱۵۲۳ vi۔ لسان العرب، ل، ج۱۱ ص۶۱۳
vii۔ غیاث اللغات، م، ص۴۵۲

۷۔ الحشر: ۲۱
۸۔ ابراہیم: ۲۴۔۲۵

۹۔ البقرۃ: ۱۷۔۱۸
۱۰۔ ایضاً: ۱۷۱
۱۱۔ ایضاً: ۲۶۱

۱۲۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، ابوعبداللہ، الجامع الصحیح (موسوعۃ الحدیث الشریف) مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض، المطبعۃ الثالثۃ، محرم ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء، المرضی، رقم ۵۶۵۰ ص۴۶ ۵

۱۳۔ مسلم، ابن حجاج، القشیری، صحیح (موسوعۃ الحدیث الشریف) مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع الریاض، المطبعۃ الثالثۃ محرم ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء، صفات المنافقین، رقم ۷۰۴۳، ص۱۱۶۳

۱۴۔ عثمانی، محمد تقی، علوم القرآن، مطبوعہ دار العلوم کراچی، ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۳ء ص۴۰

۱۵۔ القرآن، النجم: ۳، ۴
۱۶۔ ضیاء القرآن، ج۵ ص۱۱
۱۷۔ القرآن، الحجر: ۹

۱۸۔ الاحکام فی اصول الاحکام، ج۱ ص۹۹
۱۹۔ مسلم، الزھد، رقم ۷۵۱۰، ص۱۱۹۷

۲۰۔ کاندھلوی، محمد ادریس، حجیت حدیث، مطبوعہ ایم ثناء اللہ خان اینڈ سنز ریلوے روڈ لاہور، ص۱۱۳

۲۱۔ القرآن، ابراہیم: ۲۴
۲۲۔ بخاری، العلم، رقم ۶۱ ص۷
۲۳۔ بخاری، بدء الوحی، رقم ۱ ص۱

۲۴۔ ایضاً، الایمان، رقم ۵۴ ص۷
۲۵۔ مسلم، الزھد، رقم ۷۴۷۰ ص۱۱۹۴

۲۶۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، مطبوعہ ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ط۱، ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء، ج۲ ص۴۳۴ ۷

۲۷۔ القرآن، التوبہ: ۱۰۷
۲۸۔ القرآن، الحشر: ۲۱

۲۹۔ i۔ بخاری، جامع صحیح، کتاب العلم، رقم ۷۹، ص۹ ii۔ مسلم، صحیح، کتاب الفضائل، رقم ۵۹۵۳ ص۱۰۸۲
iii۔ ابن حنبل، احمد، ابوعبداللہ، مطبوعۃ دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت، لبنان، الطبعۃ الثانیۃ، ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۸ء، رقم ۱۹۵۹۰

۳۰۔ عمدۃ القاری، ج۲ ص۱۱۰

۳۱۔ ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، ابوالفضل شھاب الدین، فتح الباری شرح صحیح البخاری، مطبوعہ نشر الکتب الاسلامیۃ لاہور، ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء، ج۱ ص۱۷۶

۳۲۔ بجنوری، احمد رضا، انوار الباری شرح صحیح البخاری، ادارۃ تالیفات اشرفیہ ملتان، ۱۴۲۵ھ، ج۵ ص۱۱۸

۳۳۔ ایضاً

۳۴۔ i بخاری، جامع صحیح، کتاب الزکوۃ، رقم ۱۴۴۳، ص۱۱۳ ii۔ مسلم، صحیح، کتاب الزکوۃ، رقم ۲۳۶۱، ص۸۳۹
iii۔ نسائی، شعیب بن علی، ابوعبدالرحمٰن احمد، سنن النسائی (موسوعۃ الحدیث الشریف) مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع الریاض، المطبعۃ الثالثۃ محرم ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء، الزکوۃ، رقم ۲۵۴۹ ص۲۲۵۲